ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

حرا صابر

سکالر شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی لاہور۔

ڈاکٹر شائستہ حمید خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی لاہور۔

"گوادر کے سرخ کیکڑے" علامتی ناول

Hirra Sabber
Scholar, Department of Urdu, GC University Lahore.
Dr.Shaista Hameed Khan *
Associate Professor, Department of Urdu, GC University Lahore.
***Corresponding Author:**

The Red Crabs of Gwadar" Symbolic Novel

This study explores the novel writing of *Safdar Zaidi*, with special reference to his novel *"Gwadar Ke Surkh Kekray" (The Red Crabs of Gwadar)*. The novel is a symbolic, political, and resistance novel in which Zaidi presents human beings in the form of sea creatures.The study examines how Zaidi uses symbolism to portray the socio-political reality of Gwadar. The red crabs represent the oppressed fishermen and common people, the big fish and sharks represent the powerful class and colonial powers, and the sea represents Gwadar and Balochistan. Through this allegorical technique, similar to George Orwell's Animal Farm, Zaidi discusses major issues like the deprivation of Gwadar, the deception of development under CPEC, occupation of resources, and the resistance of the local people. The research also highlights Zaidi's most distinctive quality, his *fearless realism*. Unlike other novelists, he presents reality without any hesitation or fear and openly criticizes the state, politicians, and capitalists.

Key Words: *Safdar Zaidi, Gwadar Ke Surkh Kekray, Urdu Novel, Symbolism, Political Novel, Resistance Literature, Fearless Realism, Gwadar, Balochistan*

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

صفدر زیدی ۲۱ کیسویں صدی کے ایک عظیم ناول نگار ہے اردو ادب میں ان کا جانا پہچانا نام ہے ۲۰۰۶ میں ہائی لینڈ میں ان کی ادبی خدمات کا باقاعدہ اغاز ناول ناول اور تھیٹر لکھنے سے ہوا ولندیزی میں ہائی لینڈ کی نو ابادیات سرینام ہندوستان مزدور کی فراہمی پر ایک کھیل لکھا تھا جو بعد کلکتہ اور تھیٹر کے جریدے میں شائع ہوا 2013 میں یہ کھیل ناول کی شکل اختیار کر گیا اور ناول لگاری کی حیثیت سے دنیا میں قدم رکھا یہ ناول ڈچ زبان میں ہائی لینڈ اور سرینام میں شائع ہو چکا ہے اس طرح صفدر زیدی کی ناول نگاری کا باقاعدہ اغاز ہوا صفدر زیدی کو شاعری سے بہت لگاؤ ہے انہوں نے غزل اور گیت بھی لکھا اور تینوں گیت اپنے ناول میں لکھے اس کے علاوہ ہندوستان بریابلیوری میں شاعری کا موازنہ کیا جو انگلش میں شائع ہوا ایک مختصر کہانی بھی لکھی جو مطالعے کی صورت میں شائع ہوئی جو کلکتہ سے شائع ہونے والے تھیٹر کے (سب رس) میں شائع ہوا صفدر زیدی نے مہارتوں کو روبرو کارلانے کے لیے آدب میں تھیٹر اور ناول لگاری سے اپنی تحقیق کا اغاز کیا ان کا پہلا ناول zoet was de suiker die net) ڈچ زبان میں 2013 میں سرینام میں شائع ہوا اور کریبین کے ہائی سکول میں یہ نصاب کا حصہ بنا اور تھیٹر de suiker die zoet 2014 was Suriname میں رائی کام نے شائع کیا اس کے بعد ۲۰۱۶ میں اس ناول کا اردو ورژن ایا چینی جو میٹھی نہ تھی کہ عنوان سے اس کو فیصل اباد کے منائی پبلکیشنز نے شائع کیا صفدر زیدی کے مطابق جب میں نے یہ ناول شائع کرنے کے لیے بھیجا تو میرے ذہن میں سو سوال امڈ رہے تھے

> "اپنی زمین کے موجودہ حالات کو نظر انداز کر کے جنوبی امریکہ میں جا بسنے والے ہندوستانیوں کو موضوع سخن کیوں بنایا"(۱)

اج کل اس عنوان پر فلم ڈچ ٹیلی ویژن پر نشر ہو رہی ہے صفدر زیدی کا دوسرا ناول بھاگ بھری ہے جو کہ 2018 میں پبلکیشنز لاہور سے شائع ہوا اس ناول کو چوتھا بڑا ناول قرار دیا گیا ہے صفدر زیدی نے یہ ناول اپنے ہائی لینڈ ایک ساتھی کازو کہ مشورے سے لکھا دراصل یہ ناول ایٹمی تباہی کے موضوع پر لکھا گیا ہے اس ناول میں ہیروشیما اور ناگاساکی جیسے تاریخی واقعات کو زیر خاطر لایا گیا ہے اس ناول میں مذہبی رویوں کی جھلک دکھائی دیتی ہے صفدر زیدی کا تیسرا ناول بنت داہر ہے اس ناول کے بارے میں صفدر زیدی کا کہنا ہے

> "انے والا ناول بے باک ہی ہو گا یہ بے باقی میری شخصیت کا حصہ ہے اگر پاکستان میں ہوتا تو ایسے ہی لکھتا اس میں کوئی شک نہیں کہ ازاد فضا بے باکی کو ممیز کر دیتی ہے"(۲)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

ناول بنت داہر میں اردو ہندی اور سندھی کی عکاسی کی گئی ہے یہ ناول 2022 میں عکس پبلکیشنز لاہور سے شائع ہوا اس ناول کے 332 صفات ہیں اور یہ 58 ابواب پر مشتمل ہے یہ پورا ناول مکالماتی انداز میں لکھا گیا ہے اس ناول کو بہت پذیرائی ملی **گوادر کے سرخ کیکڑے** صفدر زیدی کا چوتھا ناولٹ ہے جو ۱۵ فروری 2025 کو فکشن ہاؤس فکشن ہاؤس لاہور سے شائع ہوا ہوا یہ ناول 94 صفحات 112 ابواب پر مشتمل ہے گوادر کی سرخ کیکڑے ایک علامتی سیاسی ناول ہے کہانی کا اغاز گولو نامی ایک نوجوان گول مٹول سرخ کیکڑے سے ہوتا ہے جو کوہ باتیل کہ مغرب میں واقعہ ایک سمندر غار میں اپنی ماں کے ساتھ رہتا تھا گولو کے والد بچپن سے لاپتا ہو گئے تھے جس کی وجہ سے اس کی ماں خوفزدہ رہتی تھی وہ گولو کو غار سے باہر جانے کی اجازت نہیں دیتی تھی وہ روزانہ خود سمندر کے چکر لگاتی ہے تا کہ اس کے شوہر کا کوئی سراغ مل سکے لیکن ہمیشہ اسے مایوس لوٹنا پڑتا تھا ایک دن جب وہ غار سے باہر جاتی ہے تو اس کے بچپن کا دوست سہرو اس سے ملنے کے لیے اتا ہے وہ گولو سے کہتا ہے

'کہ تم مچھلی بن کر رہ گئے ہو تمہاری ماں نے تمہیں کیکڑے کی بجائے مچھلی بنا کر رکھ دیا ہے جو پانی سے باہر نکل ہی نہیں سکتی"(۳)

گولو کو یہ بات بہت بری لگی وہ سہرو وں سے کہتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے میں اپنے باپ کی طرح بہادر ہوں پھر سہرو گولو کو بتاتا ہے کہ کس طرح وہ کوہ باتیل کی کی پہاڑی پڑ گیا وہاں پر اس کو گومل ملتی ہے پھر ان دونوں نے پہاڑی پر ایک رات گزارا گولو سہرو سے کہتا ہے کہ پھر کیا ہوا سہرو گولو سے کہتا ہے کہ رات بہت ہو گئی تھی اور سردی بھی بہت زیادہ تھی ہم دونوں ایک ایک دوسرے کی باہوں میں لپٹ گئے گولو نے سہرو سے کہا کہ پہاڑی سے اترتے ہوئے مشکلات تو ہوئی ہو گی سہرو نے کہا گومل میرے ساتھ تھی اس لیے مجھے کسی بھی قسم کی مشکلات پیش نہ ائی سہرو گولو کو بتاتا ہے کہ گومل نے مجھ سے کہا کہ میں ماں بننے والی ہو میں بہت خوش ہوا گومل نے بچے دینے تھے وہ سمندر کی ایک تہہ میں چلی گئی لیکن اچانک طوفانی لہریں ائی وہ گومل اور بچوں کو بہا کر لے گئی سہرو گولو سے کہتا ہے کہ گومل اور بچے ڈھونڈنے میں وہ اس کی مدد کریں گولو سہروں کی شریک حیات کو ڈھونڈنے کے لیے رضامند ہو جاتا ہے اب وہ اپنی ماں سے سہرو کی بات کرتا ہے گولو کی ماں پہلے رضامند نہیں ہوتی لیکن گولو کے اصرار پر وہ گولو کو جانے کی اجازت دے دیتی ہے اب سہرو اور گولو رات گئے پانی میں داخل ہوتے ہیں گولو بڑی خوشی سے سہرو سے کہتا ہے دوست یہاں تو تیرنے میں بڑی محنت نہیں کرنی پڑ رہی میں تو خود بخود اگے بھر رہا ہوں اب تھوڑا سا دونوں اگے جاتے ہیں تو انہیں خوش گلو ملتا ہے جو کہ ان کے بچپن کا دوست ہوتا ہے خوش گلو کو پا کر

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

دونوں بہت خوش ہوتے ہیں خوش گلو انہیں بتاتا ہے کہ کس طرح شارک زندان کے پالے ہوئے چھوٹے چھوٹے کیکڑوں نے میرے حلق میں چھوٹی چھوٹی کھمبیاں داخل کر دی جس کی بنا پر میری اواز چلی گئی انہوں نے نہ جانے کتنے دنوں تک میرے حلق میں زخم لگائے میں کئی روز بے ہوش رہا جب ہوش ائی تو میری اواز جا چکی تھی خوش گلو نے گولو سے کہا کہ دوست تیرا باپ بہت بہادر ہے جس نے جبر کے ہاتھوں سر جھکانے سے انکار کیا گولو نے کہا مجھے اپنے باپ پر فخر ہے میں جلد ہی ماں کو خوشخبری سنانا چاہتا ہوں گولو نے خوش گلو سے کہا کہ دوست تمام بستی کو تیرے گیتوں پر فخر ہے خوش گلو تیرے گیت تیری اواز میں نہیں بلکہ تیرے الفاظ میں ہیں میں سچ کہتا ہوں تیری اواز میں درد ہے ہم سب مل کر پہلے سہرو کی شریک ہیں حیات کو ڈھونڈیں گے اب وہ تھوڑا سا اگے جاتے ہیں تو انہیں درناز ڈولفن ملتی ہے وہ سحر و خوش گلو اور گولو سے کہتی ہے کہ گھبراؤ نہیں میں تمہاری مدد کروں گی وہ درد ناز سے کہتے ہیں کہ اس طرح سہروں کی شریک حیات اور بچے کھو گئے ہیں اگر بچے مل جائیں تو ہم تمہیں دعائیں دیں گے دناز ان سے کہتی ہے کہ ہمیں شمال کی طرف جانا چاہیے اب وہ ان سب کو کمر میں بٹھا کر شمال کی طرف لے جاتی ہے اب وہ انہیں اس حصے میں اتارتی ہے جہاں کیکڑے پرورش پاتے ہیں ان کے پاس ایک بڑا بزرگ کیکڑا اتا ہے اگولو سہرو اپنا تعارف کرواتے ہیں بزرگ کچھوا ان کی باتیں سن کر انہیں گومل کے پاس لے جاتے ہیں گومل سہرو کو اور سہرو گومل کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اب گومل ان کی انے کی خوشی میں جشن کا اہتمام کرتی ہے وہ درناز کو خصوصا دعوت دیتی ہے اس کے علاوہ سمندر کے اور بھی جو جاندار ہیں مثلاً کیکڑے مینڈک وغیرہ ان سب کو جشن کا دعوت نامہ بھجواتی ہیں وہ گومل خوش گلو سہرو سے کہتی ہے کہ ہمیں خصوصا بزرگ کچھوے کے پاس جانا چاہیے دعوت دینے کے لیے سب گومل کے پیچھے چلنے لگے بزرگ کچھوا دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا گومل نے سلام کیا بزرگ کچھوا نے کہا یہ دوست کون ہیں گومل نے سب کا تعارف کروایا اور خوش گلو کے بارے میں بتایا گولو نے گولو نے کہا کہ یہ شارک کی قید سے ازاد ہو کر ایا ہے کہ شارکوں کی قید میں ان کی اواز چھین گئی تھی تاکہ وہ گیت نہ گا سکے گومل نے کچھوے سے کہا کہ اپ کو دعوت میں ضرور انا ہے کچھوے نے کہا ٹھیک ہے لیکن خوش گلو کو میرے پاس چھوڑ جاؤ تاکہ میں اس کی اواز ٹھیک کر سکوں اب خوش گلو بزرگ کچھوے کے پاس رک جاتا ہے خوش گلو کی اواز لانے پر بزرگ کچھوا خوب محنت کرتا ہے کہ اچانک اس کی اواز واپس اجاتی ہے اب کچھوا خوش گلو سے فرمائش کرتا ہے کہ وہ گیت سنائیں اب خوش گلو اپنی اواز میں گیت سنانا شروع کرتا ہے بزرگ کچھوا خوش گلو سے کہتا ہے کہ تم قید سے چھوٹ کر کیوں ائے ہو مجھے

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

قیدیوں کے بارے میں کچھ بتاؤ خوش گلو بزرگ کچھوے سے کہتا ہے کہ سیاہ شارک ہم سب کے دشمن ہیں وہ عجیب و غریب مخلوق ہے

غار میں انہوں نے قید خانہ بنایا ہوا ہے چاندنی کی رات اس قید خانے میں کیکڑے کی قربانی دی جاتی ہے میرے بچپن کا دوست گولو کا باپ بھی اس شارک کے قبضے میں ہے بزرگ کچھوے کو یہ سن کر بہت غصہ ایا وہ خوش گلو سے کہتا ہے کہ ہمیں کچھ کرنا ہو گا ہم خاموش نہیں بیٹھ سکتے اب خوش گلو اور کچھوا جشن میں جاتے ہیں جشن میں رقص وغیرہ ہوتا ہے خوب جشن منایا جاتا ہے خوش گلو جشن میں گیت گاتا ہے کیکڑے مینڈک رقص کرتے ہیں جب جشن ختم ہوتا ہے تو بزرگ کچھوا سب کو اکٹھا کرتا ہے وہ ان سب سے کہتا ہے کہ ہمیں شارک کی قید سے اپنے قیدیوں کو چھڑانا ہو گا ہمیں کچھ کرنا ہو گا بزرگ کھچوا کہتا ہے کہ ہتھیار کے لیے مینڈکوں کی فوج اور کیکڑوں اور ڈولفنوں کی ضرورت ہو گی سب تیار ہو جاتے ہیں سب مل کر اپنا ہتھیار تیار کرتے ہیں کیکڑوں کا ہتھیار ان کے ناخن ہوتے ہیں اب پورے چاند کی رات وہ قید خانے میں داخل ہوتے ہیں جہاں پر ایک کیکڑے کی قربانی دی جارہی تھی خوش گلو کی رہنمائی میں سب کیکڑوں نے اپنی تیز ناخنوں سے دوسرے کیکروں کے ڈنگ کاٹ دیے گولو اپنے ہاتھوں سے باپ کو ازاد کروانا چاہتا تھا لیکن وہ اسے نہیں ملا جب وہ غدار کیکڑوں کے درمیان سے گزرا تو اس نے دیکھا اج رات جس قیدی کو قتل کیا گیا تھا وہ اس کا باپ تھا وہ اپنے باپ کو دیکھ کر بہت رویا اب بزرگ کچھوے کے کہنے پر گولو کے باپ کی لاش کو ٹکروں سمیت باہر لانے کی ہدایت کی مینڈکوں کی ہدایت پر سب بہادری درے کے راستے مچھلیوں کی طرف کوچ کر گئے گولو کی ماں گولو کا انتظار کر رہی تھی ماں گولو کو دیکھ کر رو پڑی گولو نے ماں کو کہا کہ ابا جان کو ظالم دشمن نے شہید کر دیا ہے ماں نے گولو کو کہا کہ بچے تجھے باپ کی شہادت مبارک ہو اپ سب نے مل کر گولو کی ماں کو مبارکباد دی ماں نے کہا کہ میں اس شہادت کی موت پر گریہ نہیں کروں گی اس نے گولو کے باپ کو پارہ پارہ جسم کو پردے میں رکھنے کا کہا گولو کی ماں نے گیت گایا ڈولفن مچھلیوں کے ساتھ سمندری پودوں کے پھول اکٹھے کر کے گولو کے باپ کی جدائی میں تازہ پھول رکھے پھر ان سب نے اس کے پارہ پر جسم کو پھولوں سے بھر کر تابوت میں رکھ کر لہروں کے حوالے کر دیا صفدر زیدی نے ناول میں پلاٹ کو بڑے اچھے طریقے سے رکھا ہے

ڈاکٹر احسن فاروقی کے بقول

"پلاٹ لچکدار ہو تو اچھا ہے ورنہ مکمل اور گھٹا ہوا پلاٹ ریاضی کا فارمولا ہوتا ہے بڑے ناول نگاروں کے پلاٹ مکمل گھنے نہیں ورنہ قصے کی اثر انگیزی ختم ہو جائے"(۴)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

صفدر زیدی ان ناول نگاروں میں سے ہے جنہوں نے اپنے ناول گوادر کے سرخ کیکڑے میں ہونے والے واقعات کو ترتیب کے ساتھ رکھا ہے کہیں بھی اگے پیچھے جملے نہیں کیے بلکہ جملوں کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے انہوں نے ناول میں کرداروں کو اپنی اپنی جگہ رکھا ہے ہر کردار اپنی صفت نبھا رہا ہے جیسا کہ گولو جو کہ مرکزی کردار ہے وہ گار سے باہر نکلنا چاہتا ہے سمندر کے خطرات سے لڑنا چاہتا ہے اپنے باپ کی طرح بہادر بننا چاہتا ہے جب وہ اپنے باپ کی لاش کو دیکھتا ہے تو وہ روتا نہیں بلکہ اپنے اپ پر فخر کرتا ہے کہ وہ شہید باپ کا بیٹا ہے

سہر و جو کہ گولو کو غار سے باہر نکلنے پر امادہ کرتا ہے کہ غار سے باہر نکلے تاکہ اسے پتہ چل سکے کہ وہ نوجوان کیکڑا ہے اس کے علاوہ سہر وایک عاشق کے طور پر سامنے اتا ہے جو کوہ باتیل کے بہار پر ایک گومل سے محبت کر بیٹھتا ہے اسے

ڈھونڈنے کے لیے سمندر کے آخری کونے میں چلا جاتا ہے خوش گلو جس کو ازادی کے گیت گانے کی صورت میں بڑی سزا ملتی ہے شارک زندان کے قبضے میں چلا جاتا ہے شارک زندان جو کہ خوش گلو پر اتنا ظلم کرتے ہیں کہ اس کی اواز چلی جاتی ہے اخر بزرگ کچھوے کی جدوجہد سے اس کی آواز دوبارہ لوٹتی ہے اور وہ دوبارہ آزادی کے گیت گاتا ہے بزرگ کچھوا ایک رہنمائی کے طور پر سامنے اتا ہے جو کیکڑوں کی رہنمائی کرتا ہے انہیں مضبوط کیکڑے بناتا ہے گولو کی ماں جو کہ گولو کو سمندر کے ہر خطرات سے محفوظ رکھتی ہے سیاہ شارک جو کہ کیکروں کے دشمن ہوتے ہیں وہ کیکڑوں کو پکڑ کر ان پر ظلم کرتے ہیں ان کو خاندان سے علیحدہ کرتے ہیں غدار کیکرے جو کہ قیدیوں پر تشدد کرتے ہیں بھی صفدر دے دی نے ناول میں ہر کردار کو اپنی اپنی جگہ رکھا ہے صفدر نے ناول میں ابتدا سے اختتام تک سادہ زبان رکھی ہے۔

ڈاکٹر سہیل بخاری کے بقول

> "انشا پردازی کا کمال یہ ہے کے الفاظ فکر اور جملے ہمارے خیالات اور جذبات کے اتار چڑھاؤ کا برابر ساتھ دیتے ہیں ناول نگار واقعات سے جو اثر قبول کرتا ہے وہ لفظوں اور جملوں کے ذریعے ہی دوسروں تک پہنچاتا ہے اس لیے عصر پذیری کی صحیح صحیح ترجمانی اور واقعی عکاسی اس کے اسلوب بیان کی دلکشی پر ہی منحصر ہے"(۵)

ناول کا سب سے اہم فکری موضوع بلوچستان میں جاگیر دانہ نظام ہے بلوچستان میں جاگیر دانہ نظام بنیادی طور پر ایک سرداری اور قبائلی نظام کی شکل میں موجود ہے بلوچستان میں سرداری نوابی نظام کی باقاعدہ تشکیل

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

برطانوی دور حکومت میں عمل میں لائی گئی بلوچستان میں زری زمینوں کی مملکت کا نظام محدود نہیں تھا اس میں وسیع قبائلی وسائل مدنیات پر سرداروں کا قبضہ تھا کسان اور قبائلی افراد معاشی طور پر سرداروں کے محتاج ہوتے تھے سرداری نظام ایک غیر منصفانہ نظام تھا جو انسانی آزادی مساوات اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ تھی اس نظام میں صرف سردار کی مرضی سمجھی جاتی تھی ہر فیصلے سردار کے اشارے پر ہوتے تھے یوں عوام اپنی ازادی کھو بیٹھتی تھی کسی کو بھی اپنا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں تھاط بلوچستان میں سرداری نظام عوام کی طاقت کو دبانے کے لیے تھا اور سردار چاہتے تھے عوام سے کہ کوئی بھی ان سے سوال نہ کریں اگر کوئی سردار کے خلاف چلتا تو ان کو سخت سزا دی جاتی تھی ہر فیصلے سردار اور اس کی قریبی خاندان کی ہاتھوں میں ہوتا تھا یہ سرداری نظام عوام کو غلام بناتا ہے تاکہ وہ ان سے دبے رہیں اور غلط ہونے پر سوال بھی نہ کریں خاص کر سردار ان عوام پر زیادہ ظلم کرتے تھے جو سوال اٹھاتے تھے جیسا کہ ہم گوادر کے سرخ کیکڑے خوش گلو کو دیکھتے ہیں کہ وہ ازادی کی نغمے گاتا ہے اور شارک زندان اسے پکڑ کر لے جاتی ہے اور قید کر دیتی ہے اس کے ساتھی اس پر تشدد کرتے ہیں شارک زندان کو جاگیر دانہ نظام اور خوش گلو کو عام انسان کہیں گے شارک زندان ایک بلوچستان کے جاگیر دانہ نظام کے طور پر سامنے اتا ہے جو غریب پر ظلم کرتے تھے اور غریبوں کو اپنے حق کے لیے بولنے نہیں دیتے تھے بہت سے ناول نگاروں کے ہاں ہمیں جاگیر دانہ نظام ملتا ہے جیسا کہ منشی پریم چند کا ناول گودان ہے منشی پریم چند کا ناول گودان ادب کا وہ شاہکار ہے جو جاگیر دانہ نظام پر مبنی ہیں اس ناول میں پریم چند حقیقت پسندی کو بطور طور پر دکھایا ہے اس کے علاوہ شوکت صدیقی کا ناول جانگلوس یہ اردو ادب میں جاگیر دانہ نظام کی سفاکی مکروہ چہرے اور اس. کے بھیانک پھیلاؤ کی مستند تصویر پیش کرتا ہے غربت اہم فکری موضوع ہے غریب کو ہر دور میں استعمال کیا جاتا ہے غریب کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے اگر وہ اپنے حق کے لیے آواز بلند کرتا ہیں تو ان پر تشدد ہوتا ہے کوئی بھی غریب اپنے حق کے لیے آواز بلند نہیں کرتا اس لیے کہی وہ مارا نہ جائے گوادر کے سرخ کیکڑے میں ہر کردار سہما ہوا ہے گولو کو دیکھے وہ سمندر کی لہروں میں جانا چاہتا ہے لیکن اس کی ماں کو خوف ہوتا ہے کہ اگر وہ گیا کہی شارک اس کو مار نہ ڈالے وہ ڈری ہوتی ہے بہت سے ناول نگاروں نے غربت کو اپنا موضوع بنایا

> "کرشن چندر کا ناول شکست اردو ادب میں ترقی پسند کے زیر اثر لکھا گیا یہ ناول حقیقت پر مبنی ہے جس میں کشمیر کی وادیوں اور وادیوں کے حسن کے متوازی وہاں کے غریب کسانوں کی بھوک اور غربت کو موضوع بنایا گیا کرشن چندر نے اس ناول میں واضح کیا ہے کہ جہاں

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

فطرت اپنے پورے حسن کے ساتھ جلوہ گر ہے وہاں انسان کس طرح جاگیر دانہ کی چکی پیس رہا ہے کرشن چندر نے ناول کی شروعات کشمیر کے جو بصورت مناظر اور پہاڑ سے سے کی ہے لیکن جلد ہی تلخ حقیقت کی طرف آتے ہیں کہ کس طرح خوبصورت جنت میں رہنے والے انسان جہنم کی زندگی گزار رہے ہیں کسان کے پاس نہ پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی ناول میں غربت کو لے کر کسانوں کی اصل وجہ بتائی گئی ہے وہ استحصال نظام ہے جس میں غریب کسان رات دن محنت کر کے فصل اگاتے ہیں اراجہ مہاراجہ ان سے ٹیکس کے نام پر چن لیتے ہیں کرشن چندر نے واضح طور پر دکھایا ہے کہ غربت انسان کی غیرت آنا سب کچھ چھین لیتی ہے"(۶)

"شوکت صدیقی کا ناول خدا کی بستی غربت افلاس کچی ابادیوں کی زندگی پر لکھا گیا ہے ناول کی کہانی فلک پیما نامی ایک کچی ابادی کے کرد گھومتی ہے جس میں لوگ گندگی کے اور مچھروں کے درمیان جانوروں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں شوکت صدیقی نے اس ناول میں سچی تصویر کہ بھوک انسان سے اس کا ایمان اور اخلاق چھین لیتی ہے شوکت صدیقی نے اس ناول میں دکھایا ہے کہ کچی ابادیوں کی غربت کس طرح جرائم کی نرسری بنتی ہے ایک کردار راجہ کا دکھایا گیا ہے جو بڑا ہوتا ہے اور لوگوں کو جوا کھیلنے پر مجبور کرتا ہے امیر یا با اثر لوگ کس طرح ان غریب اور اور بے سہارا نوجوانوں کو اپنے گندے دھندوں کے لیے استعمال کرتے ہیں اس ناول میں خان بہادر جیسے لوگ بھی دکھائے گئے ہیں جو سرمایہ دار طبقے کی نمائندگی کرتے ہے اور غریبوں کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر اپنی ہوس پوری کرتے ہیں"(۷)

محبت ایک فطری موضوع ہے یہاں محبت ایک انسان سے دوسرے انسان سے نہیں بلکہ کیکڑوں کی محبت دکھائی گئی ہے جو کہ ہمیں سہرو اور گومل کی صورت میں ملتی ہے ناول میں بنیادی محبت مٹی اور سمندر کی صورت میں بھی ملتی ہے سورخ کیکڑے جو کہ اپنے ساحل سے چٹانوں سے بے پناہ جڑے ہوتے ہیں یہاں محبت کو ملکیت نہیں بلکہ تعلق کے طور پر دکھایا گیا ہے ظلم ایک اہم فکری موضوع ہے ہر دور میں امیر لوگ اپنے سے نچلے لوگوں پر ظلم کرتے ہیں انہیں اپنے مقصد اور مفادات کے لیے استعمال کرتے ہیں گوادر کے سرخ کیکڑے میں شارک زندان کیکڑوں پر

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-1

ماخذ تحقیقی مجلہ

ظلم کرتے ہیں ان پر اپنا حق جماتے ہیں کچھ کیکڑوں کو تو شارک زندان اپنے مفاد کے لیے اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اور ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ سرخ کیکروں پر ظلم کریں جیسا کہ خوش گلو بتاتا ہے کہ کس طرح چاندنی رات میں شارک کیکڑوں پر ظلم کرتے ہیں صفدر زیدی کا ناول گوادر کے سرخ کیکڑے بنیادی طور پر جدوجہد کا ناول ہے یہاں جدوجہد صرف جسمانی نہیں بلکہ وجود شناخت اور شعور کی سطح پر ایک مسلسل کشمکش ہے علامتی انداز میں بیان کی گئی جدوجہد بلوچستان کی حقیقی سیاسی سماجی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ صفدر زیدی، ناول بھاگ بھری، (دیباچہ)، عکس پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸، ص ۵

۲۔ راقمہ کا مصنف سے انٹرویو، بذریعہ واٹس ایپ، بتاریخ ۲۵ نومبر ۲۰۲۱ بووقت ۸:۵۸

۳۔ صفدر زیدی، گوادر کے سرخ کیکڑے، لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۲۵، ص ۸

۴۔ احسن فاروقی، ناول کیا ہے، لکھنو، تبسم بک ڈپو، ۱۹۶۴، ص ۲۴، ۲۳

۵۔ ڈاکٹر سہیل بخاری، اردو ناول نگاری، دہلی، الحمد پبلشرز، بار اول، ۱۹۷۲، ص ۳۱

۶۔ کرشن چندر، شکست، دہلی، ایشیا پبلشرز، ۱۹۹۸، ص ۷ سے ۲۰۱۹

۷۔ شوکت صدیقی، خدا کی بستی، لاہور، آئینہ ادب، ۱۹۷۵، ص ۱۱، ۱۲